جاھد صدقی طارنجی اور میرا جی کے نظموں میں قنوطیت

محمد کمال چاقماقچی
شعبۂ اردو، سلجوق یونیورسٹی، قونیہ، ترکی

Abstract

Like Meraji the founder of free verse in Urdu, Zahid Sadiq Karanchi is also one of the greatest poets of the democratic era. In the writings of both the writers, the romantic aspect draws attention to itself. hopeless pessimism are to be found excessively Zahid Sadiq Karanchi also highlights deth, disappointment separation loneliness love and longing. There are a lot of simililarity in the lives of Zahid Sadiq Karanchi and Meeraji.

اردو شاعری میں آزاد نظم کے پیشوا میرا جی کے مانند جاھد صدقی طارنجی بھی جمہوریت دور کے عظیم شاعروں میں سے ایک ہیں۔ وہ چھوٹی عمر میں اپنے خاندان سے جدا ہو گئے تھے۔ دونوں شاعروں کا کھیل کود کی عمر میں اپنے خاندان سے جدا ہونا ہے ان کے اشعار میں قنوطی طرز پیدا کرتا ہے۔ جوانی کے دور میں دونوں شاعروں کے خوابوں کا چکنا چور ہونا، انہیں غمگیں حالت میں چھوڑ دیتا ہے۔ جاھد صدقی طارنجی اور میرا جی آزاد نظم لکھ کر پڑھنے والوں کی خیالی دنیا کو اثر انداز کرتے ہیں۔ اگر چہ انھوں نے آزاد نظم کے حوالے سے بہت کچھ لکھا لیکن پھر بھی بعض اشعار میں قافیہ گوئی کرتے ہو۔ ہم آہنگی پیدا کرنے کے جستجو میں تھے۔ میرا جی کی بہ نسبت اپنے اشعار میں قافیہ کا کثرت سے استعمال کیا۔ دونوں شاعروں نے جمالیاتی اشعار کو زیادہ فوقیت دی۔ دونوں شاعروں نے معاشرتی موضوعات کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اشعار میں انفرادی موضوعات کو بھی جگہ دی۔ جاھد صدقی طارنجی شعری زبان میں خاص ترکی کلمات کے استعمال کا خاص طور پر اہتمام کرتے تھے۔ حالانکہ میرا جی نے ھندی اساطیر میں دل چسپی کے باعث اشعار میں ھندی کلمات کو زیادہ سے جگہ دی۔ دونوں شاعروں کے اشعار میں رومانوی عناصر اپنی طرف توجہ مبذول کرواتے ہیں۔ مایوسی اور قنوطیت کثرت پائی جاتی ہے جب کہ طارنجی کے ہاں موت، مایوسی، جدائی، قنوطیت، تنہائی، عشق اور حسرت کے موضوعات سامنے آتے ہیں۔ جاھد صدقی طارنجی اور میرا جی دونوں کی زندگی میں مشترکہ پہلو بکثرت پائے جاتے ہیں۔ قنوطیت اور مایوسی نے دونوں شاعروں کی روزمرّہ زندگی پر اتنا گہرا اثر ڈالا کہ مے خواری دونوں کی زندگی کے خاتمے کا سبب بنی۔ کم عمری ناکام محبت کے ہاتھوں خوابوں کا ٹوٹنا اور خاندان سے جدا ہونا دونوں شاعروں کی زندگی میں مایوسیت اور قنوطیت کا سبب ہیں۔

مقدمہ:

میرا جی، جن کا اصل نام محمد ثناء اللہ تھا۔ وہ ۲۵ مئی، ۱۹۱۲ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔"ان کے والد منشی مہتاب الدین ریلوے میں اسٹنٹ انجینر تھے"۔وہ پہلے ''ساحری'' تخلص کرتے تھے۔لیکن ایک بنگالی لڑکی ''میرا سین'' کے یک طرفہ عشق میں گرفتار ہو کر ''میرا جی'' تخلص اختیار کر لیا۔جب ایک دن وہ اپنے دوست سے ملنے کے لیے لاہور گئے۔وہاں پر انھوں نے ایک بنگالی لڑکی کو دیکھا۔اصل میں اس کا نام میرا سین تھا۔لیکن ان کے دوست اسے میرا جی کا نام سے بلاتے تھے۔محمد ثناء اللہ اس سے ملنا چاہتے تھے مگر لڑکی نے نہ چاہا۔اس واقعہ کے بعد محمد ثناء اللہ نے اپنے اشعار میں میرا جی کا ذکر نا شرع کر دیا۔میرا جی کو حلقہ ارباب ذوق کی شاعری میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ان کی نظم کی بنیاد داخلیت پر ہے۔حلقہ اربابِ ذوق میں وہ غیر ملکی شعراء کے اشعار کیا ردو ترجمے کیا کرتے تھے۔وہ چھوٹی عمر میں اپنے خاندان سے جدا ہو گا تھے۔میرا جی کا کھیل کود کی عمر میں اپنے خاندان سے جدا ہونا ان کے اشعار میں قنوطی طرز پیدا کرتا ہے۔میرا جی نے ہندی اساطیر میں دل چسپی کی وجہ سے بہت سے اپنے اشعار میں ہندی کلمات کو زیادہ سے جگہ دی۔میرا جی نے آزاد نظم لکھ کر پڑھنے والوں کی خیالی دنیا پر اثر انداز کیا۔میرا جی کے اشعار میں رومانوی عناصر اپنے طرف توجہ مبذول کرتے ہیں۔انھوں نے آزاد نظم کے حوالے بہت کچھ لکھا۔مایوسی اور قنوطیت کثرت سے پائی جاتی ہیں۔انھوں نے اپنے اشعار میں انفرادی موضوعات کو جگہ دی۔کم عمری، ناکام محبت کے ہاتھوں خوابوں کا ٹوٹنا اور خاندان سے جدا ہونا میرا جی کی زندگی میں مایوسیت اور قنوطیت کا سبب بنی۔صرف ۲۸ سال کی عمر میں ۳ نومبر ۱۹۴۹ء کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔اس مختصر سی عمر میں میرا جی کی تصانیف میں ''مشرق و مغرب کے نغمے''،''اس نظم میں''،''نگار خانہ''،''خیمے کے آس پاس'' شامل ہیں۔جبکہ میرا جی کی نظمیں، گیت ہی گیت، پابند نظمیں اور تین رنگ بھی شاعری کے مجموعے ہیں۔

جاھد صدقی طارنجی ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو دیار بکر میں پیدا ہو۔جاھد صدقی طارنجی نے ہائی سکول میں طالب علمی کے زمانے سے ہی شعر و شاعری شروع کر دی تھی۔اسی زمانے میں وہ خطوط جن کو اپنے خاندان کی طرف بھیجا اس میں بیان کرتا ہے: '' آپ لوگ سورج کی طرف منہ کرتے ہیں لیکن میں منہ پھیر لیتا ہوں"Baudelaire''[۱]

جاھد صدقی طارنجی اس میں بہت اثر انداز ہوئے تعلیم مکمل کرنے کے لئے پیرس چلے گے۔پیرس میں پیرس ریڈیو میں ترکی زبان اعلان کرنے والے کے لیے شروع کر دی۔انھوں نے ۴ جولائی ۱۹۵۱ء میں جاویدان طناز سے شادی کی۔شادی کے بعد ان کے اشعار پہلے سے زیادہ بہتر ہو گئے۔۱۹۵۳ میں فالج ہو گیا۔''وہ یا سماجی مسائل کے شاعر نہ تھے عام انسان کے مسائل اور امیدوں کا ذکر کرتے تھے''[۲]

جاھد صدقی طارنجی تیزی سے گزرتے وقت کا ادراک کرتے تھے۔ ماضی کو سوچتے ہوئے غمگین ہوتے تھے۔ان کے خیال میں زندگی ایک حیران کن وقت ہے جیسا کہ وقت مذاق اڑاتا ہے چاہت صوت کے کے لیے یہ لمحہ بہت توڑ دینے والا ہوتا ہے۔ چاہت صوتکے جو ایک قنوطیت پسند کردار رکھتے ہیں جس کے ساتھ تنہائی بھی جڑی ہے وہ اس ماحول سے مطمئن نہیں ہے جس میں وہ پلا بڑھا ہے وہ اپنے بچپن کے دنوں کو پناہ گاہ بنا کر ان کے بارے سوچتا ہے جو ایک ایسی زندگی کی ضمانت دیتے جس میں کوئی ذمہ داری نہیں اس نے غیر ملکی زبانوں کے بجائے ترک زبان کو اپنا لیا (خصوصاً عربی اور فارسی کے الفاظ) اور جتنا ممکن ہو ترک الفاظ استعمال کرتے تھے۔

اس نے اپنے اس عمل کو اپنی نظم میں بہت اہمیت دی ہے اور پھر اپنی نظموں کو واضح اور سادہ شکل میں لکھا ہے۔ ترانجی جو زندگی کے پیار کی عکاسی کرتا ہے اور اپنی نظموں میں اداس لگتا ہے اپنی نظموں میں "تنہائی اور موت" کے موضوعات کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح سماجی صورتحال ان کی اپنی زندگی ان پر بہت زیادہ اثرانداز ہوئی۔ وزارت بہبود آبادی میں بطور مترجم کام کرنا شروع کر دیا۔ جاھد صدقی طارنجی کا اپنے اشعار میں محبوبہ کو بھولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بھی میراجی کی مانند اداس روح تھے۔ انھوں نے اسی قنوطی حالت کا ذکر وارلوق کے مجموعہ میں ایک اخبار رپورٹ میں کیا:''میں اس دور میں ایک فرانسیسی سکول میں تھا۔ میرا اپنی ماں سے دور رہنا، سکول میں اجنبی اور اذیت رساں ماحول کی وجہ سے میری مریض روح بالکل اداس ہوئی تھی'' [۳]

جاھد صدقی طارنجی غم کو ماضی کے پردے میں چھپا کر بیان کرتے۔ ان دنوں میں ان کا خاندان استنبول میں بس گیا تھا۔ ایک مدد وہ Eminönü کے علاقے واقیہ میں اپنے والد کے پاس تجارت کرتے تھے۔ شراب نوشی کی وجہ سے والد سے اختلاف ہو گیا جس کی وجہ سے انقرہ جانے پر مجبور ہو گے۔ ۱۳ا کتوبر ۱۹۵۶ء میں ویانا میں وفات پائی۔

میراجی محبوبہ اور ماضی کو بھولنے کی کوشش کرتے ہوئے:

نگری نگری پھرا مسافر گھر کا رستا بھول گیا
کیا ہے تیرا کیا ہے میرا اپنا پرایا بھول گیا
کیا بھولا کیسے بھولا کیوں پوچھتے ہو بس یوں سمجھو
کارن دوش نہیں ہے کوئی بھولا بھالا بھول گیا
کیسے دن تھے کیسی راتیں کیسی باتیں گھاتیں تھیں
من بالک ہے پہلے پیار کا سندر سپنا بھول گیا
اندھیارے سے ایک کرن نے جھانک کے دیکھا شرمائی
دھندلی چھب تو یاد رہی کیسا تھا چہرہ بھول گیا

یاد کے پھیر میں آ کر دل پر ایسی کاری چوٹ لگی
دکھ میں سکھ ہے سکھ میں دکھ ہے بھید نیارا بھول گیا
ایک نظر کی ایک ہی پل کی بات ہے ڈوری سانسوں کی
ایک نظر کا نور مٹا جب اک پل بیتا بھول گیا
سوجھ بوجھ کی بات نہیں ہے من موجی ہے مستانہ
لہر لہر سے جا سر پٹکا ساگر گہرا بھول گیا ۴

ان کے لیے عمر ایک مشغلہ ہے۔ جاھد صدقی طارنجی بھی میرا جی کی مانند محبوبہ اور ماضی کو بھولنے کی کوشش کرتے ہوئے:

تم بھی ہر چیز کی مانند میرے پاس ہوتے ہوئے،
تم بھی میری نظروں میں چبھتی ہو
جاؤ، جاؤ مجھ سے دور کسی جگہ چلی جاؤ؛
براہ کرم میرے من میں ایک امید ہمیشہ سے تھی
ہر دور چیز کی طرح جو محض خیال
صرف خوشبو، رنگ، گیت کی حالت میں رہو ۵

یہ میرا جی کو معلوم ہے کہ اس کے لیے وقت تیزی سے چلتا ہے اور وہ ان کہی باتوں سے بہت نادم ہے انھیں محبوبہ کے بغیر زندگی ایک اذیت لگتی ہے۔ لیکن محبوبہ کا خیال ہمیشہ ان کے دل میں ہے۔ اس شعر میں میرا جی کے ہاں ایک قنوطیت ہے:

زندگی ایک اذیت ہے مجھے
تجھ سے ملنے کی ضرورت ہے مجھے
دل میں ہر لحظہ ہے صرف ایک خیال
تجھ سے کس درجہ محبت ہے مجھے
تری صورت تری زلفیں ملبوس
بس انہی چیزوں سے رغبت ہے مجھے
مجھ پہ اب فاش ہوا راز حیات
زیست اب سے تری چاہت ہے مجھے

تیز ہے وقت کی رفتار بہت
اور بہت تھوڑی سی فرصت ہے مجھے
سانس جو بیت گیا بیت گیا
بس اسی بات کی کلفت ہے مجھے
آہ میری ہے تبسم تیرا
اس لیے درد بھی راحت ہے مجھے
اب نہیں دل میں مرے شوق وصال
اب ہر اک شے سے فراغت ہے مجھے
اب نہ وہ جوش تمنا باقی
اب نہ وہ عشق کی وحشت ہے مجھے
اب یوں ہی عمر گزر جائے گی
اب یہی بات غنیمت ہے مجھے[۶]

جب جاھد صدقی طارنجی اپنا ماضی سوچتے تو مایوسی اور قنوطی ہوتے ہیں۔اپنی نظم ''اپنی خوشی سے'' میں انھوں نے اپنے ماضی کو بہت یاد کیا۔جاھد صدقی طارنجی ہر وقت محبوبہ کو پرانے دنوں میں یاد آنا چاہتے ہیں۔وہ ہمیشہ اس کی نیکی چاہتے ہیں اور اسے معلوم ہے کہ اس سے ملنے کا موقع بھی نہیں ہے۔جاھد صدقی طارنجی اپنے ماضی کی آرزو کرتے ہیں:

آہ!میرا کبھی نہ پلٹ کر آنے والا ماضی
...
میرا ماضی پاگل کی طرح بجنے والا ایک ساز ہے
...
میرا ماضی چمنی سے ختم نہ ہونے والے دھواں ہے
...
اپنی خوشی سے اپنے ماضی میں رہو!
اپنی انکھوں بند کر اس دنیا کو دیکھو!
کیا وہ زندگی کی آخری شاخ نہیں ہے جسے آپ پکڑتے ہیں!

اپنی خوشی سے اپنے ماضی میں رہو ۷

جاھد صدقی طارنجی ایک اور شعر میں اپنی یادوں کی سرزنش کرتے ہیں:

پہلے جس وقت بھی اس کو دیکھا، چمکتا ہوا پایا

اس چمکیلی دنیا کو اب کیا ہو گیا؟ کیوں ہے یہ اندھیرا؟

کیا وقت ہمارے درمیان سے گزرنے والی کالی بلی ہے؟

اب اکیلا ہوں میں، اندھیرے نے تالاب کو تاریک کر دیا ہے ۸

میراجی سوچتے ہیں کہ محبوبہ سے ملنا بہت مشکل ہے۔اس سے ملنا کا فاصلہ بھی دشوار ہے اور ملنا بھی ناممکن ہے۔اس نظم ``دور و نزدیک`` میں ستارے چمکتے ہیں، دن گزرتے ہیں لیکن محبوبہ سے وصال کا امکان نہیں ہے مگر محبوبہ کا نغمہ ہمیشہ ان کے دل میں ہوتا ہے۔

ترا دل دھڑکتا رہے گا

مرا دل دھڑکتا رہے گا

مگر دور دور!

زمیں پر سہانے سمے آکے جاتے رہیں گے

یونہی دور دور!

ستارے چمکتے رہیں گے

یونہی دور دور!

ہر اک شے رہے گی

یونہی دور دور!

مگر تیری چاہت کا جزبہ،

یہ وحشی سا نغمہ،

رہے گا، ہمشہ

مرے دل کے اندر

مرے پاس پاس ۹

ترا دل دھڑ کتا ر ہے گا

مرا دل دھڑ کتا رہے گا
مگر دور دور!
زمیں پر سہانے سمے آکے جاتے رہیں گے
یونہی دور دور!
ستارے چمکتے رہیں گے
یونہی دور دور!
ہر اک شے رہے گی
یونہی دور دور!
مگر تیری چاہت کا جز بہ،
یہ وحشی سا نغمہ،
رہے گا، ہمشہ
مرے دل کے اندر
مرے پاس پاس !۱۰

ایک اور نظم میں جاہد صدقی طارنجی اپنی یادوں سے بہت اداس ہے۔ اپنا ماضی سوچ کر دردمند ہوتے ہیں۔

یادیں، جسے میں نہیں جانتا ہوں،
مجھ سے کیا چاہتیں ہیں،
آتے ہی خزاں؟
یہ پروں کی پھڑ پھڑاہٹ کیوں؟
کیوں کھڑکی کو بجا رہے ہو؟
اے پرانی یادیں
مت سمجھنا کہ پھول کھل جائیں گے ؛
وہ چہچہانے والی بلبل نہیں ہے
یہ ہوا ایک الگ ہوا ہے

مجھ سے کیا چاہتے ہیں،
یادیں، جسے میں نہیں جانتا ہوں،[۱۱]

نتیجہ:

اس مضمون میں پاکستان کے مشہور شاعر میراجی اور ترکی کے مشہور شاعر جاھد صدقی طارنجی کے بعض اشعار کا مطالعہ کیا گیا ہے جن کا موضوع قنوطیت ہے۔ دونون شاعر کی زندگی نے ان کی ادبی زندگی پر اثر ڈالا اور ان کے اشعار کا موضوع مقرر کیا۔ میراجی اور جاھد صدقی طارنجی جو اپنے ملکوں میں جدید ادبیات کی نمائندگی کرتے ہیں، ان کے اشعار کی مرکزی موضوع درونیت، ماضی کی یاد، تکلف، قنوطیت، تنہائی اور آرزو ہیں۔ دونوں شاعر بھی بچپن کی عمر میں اپنے خانداں سے جدا ہو۔ اس کا وجہ سے قنوطیت میں مبتلا ہو گئے۔ دونوں شعراء اشعار قنوطیت، خوف، مایوسی، ناپائیداری اور تھکن میں لکھے ہوئے ہیں۔ دیگر ایک اور مماثلت غیر صحت بخش زندگی کی ہے۔ انھوں نے شراب نوشی کی وجہ سے جوان عمر میں وفات پائی۔

حواشی:

1. Taranci, CahitSitkl, *Evime ve Nihale Mektuplar,* (Ankara: Turk Dil Kurumu Yaylarl, 1989) p24
2. Korkmaz Ramzan Ozcan Tarlk, *Yeni Turk Edebiyatl Elkilabl,* (Ankara: Grafiker Yaylarl, 2009) p297
3. Akdag, A. Bengisu, *CahitSItkI Taranciile BirkonuSma,* (Intanbul: Varlik Dergisi, 1951). P. 368
4. Miraci, *Kulliyat-e-Miraci* (London: Urdu Markaz, 1988) P. 719
5. Tarancl, CahitSltkl, *OtuzBeSyal,* (Istanbul: Can Yaylnlarl, 2017) P. 89
6. Miraci, *Kulliyat-e-Miraci,* p728
7. Taranci, *CahitSltkl,OtuzBeSyal,* p45
8. Taranci, *CahitSltkl,OtuzBeSyal,* p96
9. Miraci, *Kulliyat-e-Miraci,* p55
10. Miraci, *Kulliyat-e-Miraci,* p55
11. Trancl, Cahit Sadtkl, *OtuzBeSyal* p164

مآخذ:

1. Akdag, A. Bengisu, *CahitSItkI Taranciile BirkonuSma,* Intanbul: Varlik Dergisi, 1951
2. Emecd, ReSid, *Miraci SahsiyataurFan,* New Delhi: Mdern Publishing hosue, 1981
3. KabakII, Ahmet. *CahitSltkIO TarancI, TurkEdebiylatI,* Istanbul: Turki, Yaylnevi, 1966
4. Korkmaz Ramzan Ozcan Tarlk, *Yeni Turk Edebiyatl Elkilabl,* Ankara: Grafiker Yaylarl, 2009
5. Miraci, *Geeta Mala,* Lahore: Kitabhana Edebi Dunya, 1988
6. Miraci, *Kulliyat-e-Miraci* London: Urdu Markaz, 1988
7. Taranci, CahitSitkl, *Evime ve Nihale Mektuplar,* Ankara: Turk Dil Kurumu Yaylarl, 1989
8. Tarancl, CahitSltkl, *OtuzBeSyal,* Istanbul: Can Yaylnlarl, 2017

☆☆☆